علمبرداروں میں تھے۔ اور کچھ عرصے کے بعد جب اس جماعت کے ہاتھ سے اقتدار جاتا رہا اور اس سے وابستگی خطرات سے خالی نہ رہی تو سعید حلیم پاشا اور زیادہ شدت سے اس کی حمایت کرنے لگے۔ چنانچہ ۱۹۱۲ء میں وہ مجلس اتحاد و ترقی کے جنرل سکرٹیری بنائے گئے۔ اور ۱۹۱۳ء میں جب نوجوان ترک دوبارہ برسرِ اقتدار آئے تو سعید حلیم ترکی کے وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔ یہ وہ نازک دور تھا جب داخلی و خارجی سازشوں کی وجہ سے مجلس اتحاد و ترقی کے رہنماؤں کی جانیں ہر وقت خطرہ میں تھیں۔ اور متعدد نوجوان قائد گولیوں کا نشانہ بن چکے تھے۔ لیکن اس خطرہ سے سعید حلیم کے جذبۂ خدمت میں کوئی فرق نہ آیا اور انہوں نے حکومت میں شرکت کی ذمہ داری قبول کی۔ کچھ عرصہ کے بعد انور پاشا کے رفیقِ خاص، محمود شوکت پاشا جو وزیر اعظم تھے، شہید کر دیئے گئے اور سعید حلیم پاشا وزیر اعظم بنائے گئے۔ یہ جنگِ عظیم کا شدید ترین دور تھا۔ اور سعید حلیم کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ پورے انہماک سے کام کرتے رہے جس سے اُن کی صحت متاثر ہوگئی اور آخر کار ۱۹۱۷ء میں وہ وزارتِ عظمیٰ سے دست کش ہو گئے۔ ان کے جانشین طلعت پاشا ہوئے۔ جو سعید حلیم کی فکری صلاحیتوں کے بڑے قائل تھے۔ اور اس طرح طلعت پاشا کے دورِ وزارت میں بھی انجمن اتحاد و ترقی کے پس پردہ سعید حلیم کا دماغ ہی کام کرتا رہا۔

جنگ عظیم کے بعد جب استنبول پر انگریزوں کا چند روزہ قبضہ ہوا تو انہوں نے سعید حلیم پاشا کو گرفتار کرکے مالٹا میں نظر بند کر دیا اس قید سے رہا ہونے کے بعد وہ روم چلے گئے۔ جہاں ایک آرمنی نوجوان نے ان کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ اور اس طرح اپنے دور کا ایک قابل ترین مسلمان ابدی نیند سو گیا۔

فروری ۱۹۱۷ء میں وزارت عظمیٰ سے سبکدوش ہونے کے بعد سعید حلیم پاشا نے ترکی زبان میں اپنی مشہور کتاب "اسلام لشمق" لکھی۔ اس کتاب میں اسلامی اصول و نظریات کے مطابق معاشرہ کی اصلاح کا جو خاکہ انہوں نے مرتب کیا ہے۔ وہ ان کی عظمت فکر کا بین ثبوت ہے۔ سعید حلیم نے اپنی تصنیف میں معاشرتی، سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور تمدنی زندگی کے مختلف شعبوں پر مدلل اور خیال آفریں بحث کرکے بہت معقول تجاویز پیش کی ہیں۔ اور اُن کو روبہ عمل لانا اصلاح امت کے لئے لازمی تصور کرتے ہیں۔ مالٹا سے رہائی کے بعد انہوں نے فرانسیسی میں ایک رسالہ "اصلاح امت" لکھا۔ جو ان کی وفات کے بعد شائع ہوا۔ اس رسالہ میں "اسلام لشمق" کے اس باب کی مزید وضاحت کی گئی ہے جو نظام مملکت سے متعلق ہے۔

مسلمانوں کے معاشرہ کی اصلاح کرنے اور اُس کو اسلامی بنانے کے لئے سعید حلیم پاشا پہلی شرط یہ قرار دیتے ہیں کہ اسلامی اصولوں کی عملی تعبیر صحیح طور پر کی جائے۔ اور اس ضمن میں دو غلطیوں کے ارتکاب سے محفوظ رہنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ دینی اور دنیاوی کی تفریق پیدا کرکے جداگانہ مذہبی نظام کو فروغ دینے سے احتراز کیا جائے۔ کیونکہ یہی شے جامد ملائیت کی شکل میں اسلامی دنیا کا سب سے زیادہ گمراہ اور گمراہ کن عنصر ثابت ہوئی ہے۔ اور ملاؤں کا اقتدار ہی مسلمانوں کے زوال و انحطاط کی سب سے بڑی وجہ بنا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس کے برعکس صورت یعنی مغربی تمدن اور نظامِ حکومت کی محض نقالی کو بھی ذریعہ نجات نہ تصور کیا جائے۔ کیونکہ جو تمدن اور جو نظام اسلامی اصولوں کا ہی ایک سرے سے منکر ہے! وہ ان کو ناقص اور ناقابلِ عمل تصور کرتا ہے۔ اُس کی نقالی مسلمانوں کی ضروریات اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لئے مفید نہیں ہو سکتی مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ اسلامی اصولوں کی صحیح عملی تعبیر ہے۔ اسلام نہ صرف بہترین مذہب ہے

بلکہ ایک جامع تہذیب اور مکمل تمدن بھی ہے۔ اور جس طرح اسلام سے ہٹ کر ابدی نجات ناممکن ہے۔ اسی طرح تمدنی و معاشرتی نجات بھی نہیں ہو سکتی۔

اس سے سعید حلیم پاشا کا یہ مقصد نہیں کہ مغربی تمدن کی ہر چیز ناقابل قبول ہے اور مسلمان اس سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ اُن کا خیال یہ ہے کہ ہمارے لئے علوم طبیعی کو مغربی ممالک سے سیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس میدان میں وہ بہت آگے نکل گئے ہیں مسلمان اپنے دورِ عروج میں علوم طبیعی میں بہت ترقی کر گئے تھے لیکن دورِ زوال میں اُن سے غفلت برتنے لگے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مادی اور دنیاوی ترقی و خوشحالی سے محروم ہو گئے۔ اب مسلمانوں کی ترقی و اصلاح کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ علوم طبیعی کو پھر حاصل کریں۔ جو سعید حلیم پاشا کے نزدیک شریعت کا ایک ضمیمہ ہیں۔ اور جن کے مطالعہ اور حصول کے لئے قرآن و حدیث میں تاکید کی گئی ہے۔ ملائیت، تقلیدِ مغرب اور اصلاحِ امت کے متعلق سعید حلیم پاشا کے اس نظریہ کو علامہ اقبالؒ نے جاوید نامہ کے ان اشعار میں بڑی خوبی سے بیان کیا ہے:-

دینِ حق از کافری رسوا تر است | زانکہ مُلّا مومنِ کافر گر است
بے نصیب از حکمتِ دینِ نبیؐ ! | آسمانش تیرہ از بے کوکبی !
مکتبِ مُلّا و اسرارِ کتاب | کورِ مادر زاد و نورِ آفتاب
دینِ کافر فکر و تدبیرِ جہاد | دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

تو نہ گردد کعبہ را رختِ حیات | گر ز افرنگ آیدش لات و منات
چوں مسلماناں اگر داری جگر | در ضمیرِ خویش و در قرآن نگر !
صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست | عصرہا پیچیدہ در آناتِ اوست
یک جہانش عصرِ حاضر را بس است | گیر اگر در سینہ دل معنی رس است

اسباب زوال مسلم اقوام کو موجودہ زوال و انحطاط کی حالت سے نکالنے اور ان کو ترقی و خوشحالی کے راستہ پر گامزن کرنے کی تدابیر اختیار کرنے کے لئے سعید حلیم پاشا نے پہلی شرط یہ قرار دی ہے کہ مسلمان اپنے زوال کے اسباب معلوم کریں۔ کیونکہ جب تک وہ ان اسباب سے پوری طرح واقف نہ ہوں گے موجودہ زوال و انحطاط سے نجات حاصل کرنے کے صحیح طریقے اختیار کرنا دشوار ہو گا۔ لوگوں نے مسلمانوں کے زوال کے مختلف اور عجیب و غریب اسباب بتائے ہیں اور اسلام کے مخالفین تو خود اسلامی اصولوں کو ہی مسلمانوں کے انحطاط کا سبب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ تاریخی اور عقلی ہر اعتبار سے یہ خیال جہل اور باطل ہے۔ سعید حلیم پاشا کی رائے میں مسلمانوں کے زوال کا واحد سبب یہ ہے کہ مسلمان اپنے اسلامی فرائض کو پہچاننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ زوال و انحطاط کے بدترین دور میں بھی مسلمانوں کے

معتقدات میں فرق نہیں آیا۔ ان میں آزادی و مساوات مفقود نہیں ہوئے اور تمدنی اعتبار سے وہ بعض باتوں میں مغربی اقوام سے بہتر ہیں۔ نیز اسلامی دنیا شریعت کی برتری کو بھی ہمیشہ تسلیم کرتی رہی ہے۔ لیکن ان اوصاف کے باوجود آج مسلمانوں کا حال ان کے ماضی کے برعکس ہے اور اس کا سبب صرف یہی ہے کہ مسلمان قومیں انسانی معاشرت کے لئے اسلام کے اصولوں کو ٹھیک طرح سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی صلاحیت کھو چکی ہیں۔ اس عدم قابلیت کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان قومیں مادی اعتبار سے بہت پست ہیں اور ان کی مادی حالت کی خرابی ان کے سیاسی زوال کا باعث بن گئی ہے۔ مادی افلاس کی وجہ سے مسلمان اس قدر کمزور ہوگئے کہ یورپ کی چیرہ دستیوں کا مقابلہ نہ کرسکے۔ اور طرح طرح کے آفات و مصائب کا شکار رہے۔ آج مسلمانوں میں جس چیز کی کمی صاف نظر آتی ہے وہ دنیاوی ترقی و خوشحالی ہے۔ جو علوم تجربی کی تحصیل ہی سے ہوسکتی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لئے ان علوم کا سیکھنا لازمی ہے۔

سعید حلیم اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ مادی ترقی و خوشحالی اور اقتدار صرف ان لوگوں کا حصہ ہے۔ جو فطرت پر قابو پانے کے اصول دریافت کرتے ہیں۔ اور اپنے اس علم کے ذریعے فطرت کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں مسلمان اپنے دور عروج میں علوم طبیعی کے شمع بردار تھے۔ لیکن جب ان کا یہ دور ختم ہونے کو آیا تو وہ علوم فطری سے غفلت برتنے لگے۔ اور آخر کار اس جہل کا شکار ہوگئے جس سے بچنے اور ہوشیار رہنے کی حضور رسالت مآبؐ نے تاکید فرمائی تھی۔

سعید حلیم پاشا کے نزدیک مسلمانوں کی زبوں حالی کا ایک اور اہم سبب جو اسلامی دنیا کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ اہل خانقاہ کا وہ خاص گروہ ہے۔ جو مسلمانوں کے مذہب اور دینی عقائد میں طرح طرح کی موشگافیاں اور پیچیدگیاں پیدا کرکے مذہب کا ٹھیکیدار بن بیٹھا اور مسلمانوں کو تسخیر و عمل کی قوتوں سے محروم کرکے جامد عقائد اور مصنوعی دین کا دلدادہ بنا دیا۔ اس غلط اور تباہ کن تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض لوگ اس حد تک گمراہ ہوگئے کہ اسلامی اخلاق اور تمدن کو برقرار رکھنے کے لئے دنیاوی فوائد و خوشحالی کو ترک کردینا ضروری تصور کرنے لگے۔ اور اس حقیقت کو فراموش کیا جانے لگا کہ انسانی فلاح و بہبود کے لئے دین و دنیا ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں اور دنیاوی ترقی و خوشحالی کے بغیر اخلاقی و تمدنی ترقی ممکن نہیں مختصر یہ کہ خانقاہ نشینوں اور جامد ملاؤں کے اقتدار نے مسلمانوں کو غلط راستہ پر ڈال دیا اور اس کے نتائج بہت تباہ کن نکلے۔ اور اب اس مصیبت سے نجات پانے کی واحد شکل یہی ہے کہ مسلمان اس ملائیت اور پیر پرستی کے پنجہ سے نکل کر اسلامی اصولوں کی صحیح عملی تعبیر کریں۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کے ان گروہوں کو بھی سعید حلیم کچھ کم خطرناک نہیں سمجھتے جو مسلمانوں کے تمام امراض کا علاج مغرب کی کورانہ تقلید کو قرار دیتے ہیں۔ یہ طبقہ زیادہ تر اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ایسے افراد پر مشتمل ہے جنہوں نے مغربی ممالک کے ناقص تعلیمی اداروں میں یا خود مسلم ممالک میں مغربی اقوام کے قائم کردہ ان مدارس میں تعلیم پائی ہے جن کے قیام کا مقصد ہی مسلمانوں پر اخلاقی اور تمدنی غلبہ حاصل کرنا تھا تاکہ ان پر سیاسی اور اقتصادی اقتدار کو مضبوط تر بنانے میں مدد ملے۔ یہ لوگ اپنی آنکھ سے دیکھنے اور اپنے دماغ سے سوچنے کے بجائے ہر چیز کو مغربیت کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ اور ان اخلاقی و تمدنی حقائق کو سمجھنے سے قاصر ہیں جن کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ اسلام کی ان صداقتوں پر اعتقاد نہ رہنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے بعض اکابر تک اس غلط

خیال میں مبتلا ہو گئے۔ کہ مغربی دنیا کے اصول و نظریات کی نقالی کے بغیر ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ اس حقیقت کو محسوس نہیں کرتے کہ اسلام نے ہم کو جہاں خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دی۔ وہاں زندگی کا ایک مکمل دستور العمل بھی عطا کیا ہے۔ اور اس نظام حیات کا ماخذ بھی اللہ تعالٰی کی توحید کا تصور ہے۔ اسلامی دنیا اور عیسائی ممالک کے افکار و نظریات، مقاصد و ضروریات اور تمدن و معاشرت میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ دونوں کے دینی تصورات اور مذہبی عقائد میں ہے۔ مغربی رنگ میں رنگ جانے سے اصلی مرض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ سعید حلیم کے نزدیک تقلیدِ مغرب کی اس تمنا کا اصل سبب بھی اسلام کے اصول و نظریات سے ناواقفیت ہے۔ ورنہ واقعہ تو یہ ہے کہ اسلام کے اعلٰے اصول خود مغربی ممالک کے لئے باعث رشک ہیں۔ اسلامی دنیا کی حالت پہلے ہی بہت نازک ہے۔ اور مغرب کی کورانہ تقلید اس کو نازک تر بنا دے گی۔ اس صورت میں موجودہ تنزل اور انحطاط سے نکلنے کا طریقہ صرف یہی ہے کہ مسلمانان اسلام کو اچھی طرح سمجھیں، اس پر عمل کریں اور انسانی معاشرہ کی اصلاح و بہتری کے لئے اُس نے جو اصول پیش کئے ہیں ان کو صاف اور سیدھے طریقہ پر اختیار کریں۔

شریعتِ ربانی اسلامی اصولوں کو روبہ عمل لانے اور مسلمانوں کے معاشرہ کو اسلامی بنانے کے لئے سعید حلیم پاشا شریعت کی پابندی کو لازمی قرار دیتے اور اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ اصلاح و ترقی کا دستور العمل شریعت پر مبنی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دراصل اسلامی معاشری نظام شریعت کے اٹل احکام پر ہی قائم ہے۔ سعید حلیم کے نزدیک شریعت ان فطری، اخلاقی اور معاشری حقائق کا نام ہے جو حضور سرورِ کائنات پر بذریعہ وحی منکشف ہوئے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن پر انسانی فلاح و بہبود کا انحصار ہے۔ اور شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان اخلاقی اور تمدنی قوانین کے تحت آ جائیں جن کا ماخذ فطرت ہے اور جو قوانین طبیعی کی طرح اٹل اور انسانی رائے سے مافوق و آزاد ہیں۔ یہ قوانین صرف اتنی ہی پابندی عائد کرتے ہیں جو حکم و ارادہ الٰہی کے تحت رہنے کے لئے ضروری ہے۔ اور ان کی نظر میں تمام انسان مساوی ہیں۔ اس طرح اسلامی نظام یا شریعت کی پیروی کرنے کا قانون بنا کر اسلام نے صحیح معنوں میں حریت، مساوات اور اخوت کی بنیاد قائم کر دی اور انسانی تمدن کی ان امتیازی خصوصیات کو اسلامی تمدن میں بنیادی حیثیت حاصل ہوئی۔ شریعت اور انسانی آزادی کے اس بنیادی تصور کی مزید وضاحت کرتے ہوئے سعید حلیم کہتے ہیں کہ شریعت انسان کی فطرت کے مطابق قوانین کا مجموعہ ہے۔ جو یہ واضح کرتی ہے کہ ہر وجود اپنی بقا کے لئے اپنی فطرت کے مناسب بعض قوانین کا ماتحت ہے۔ چنانچہ انسانوں کا تمدنی وجود بھی خاص طبیعی قوانین پر اسی طرح منحصر ہے جس طرح ان کا جسمانی وجود جسم کے طبیعی قوانین کا پابند ہے۔ اس طرح شریعتِ اسلام نے بڑی خوبی کے ساتھ یہ اصول قائم کر دیا کہ انسان دوسرے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں۔ بلکہ اس پر صرف خالق عالم کے حکم و ارادہ کی اطاعت فرض ہے۔ قانون و اطاعت کا یہ تصور انسانوں کے سامنے حکومت کو پرکھنے کا صحیح معیار پیش کرتا ہے۔ اور یہ نکتہ ذہن نشین کر دیتا ہے کہ حقیقی حکومت و اقتدار کا سرچشمہ صرف اللہ تعالٰی ہے۔ اور اس کی حکومت کو عملی صورت دینے کا ذریعہ وہ ربانی قانون ہے جس نے انسان کے حقوق و فرائض کا صحیح معیار قائم کیا ہے۔ خود انسان نے انسان کے حقوق و فرائض کے جو قوانین

بنائے ان سے ظالم وغاصب حکومت اور جابریت قائم ہوئی لیکن اللہ کے قانون نے ایسی حکومت کا نقشہ بنایا جس کی بنیاد عدل و انصاف ہے
شریعت کے بارے میں سعید حلیم پاشا ایک اور نکتہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ شریعت نوعیت کے اعتبار سے ربانی تو ہے۔ لیکن مافوق الفطرت نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسا خدائی دستور العمل ہے۔ جو طبیعی قوانین پر مشتمل ہے۔ اور چونکہ یہ مافوق الفطرت یا خرق عادت شے نہیں اس لئے اسلامی نظام میں مذہبی پیشواؤں کا کوئی مخصوص گروہ بھی نہیں ہے۔ درحقیقت یہ سیدھے سادے مطابق فطرت قوانین ہیں جو انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان اصولوں کو بذریعہ وحی اپنے رسول پر منکشف فرمایا تاکہ انسان پروردگار عالم کے منشا سے مطلع ہو جائیں۔ ان قوانین کو مافوق الفطرت تصور کئے جانے کا سبب یہ ہے کہ ان کا انکشاف وحی کے ذریعہ ہوا۔

اس ضمن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شریعت بذریعہ وحی کیوں منکشف ہوئی۔ جب انسان کی عقل اور قوت مشاہدہ اتنی تیز ہے کہ وہ طبیعی قوانین دریافت کر سکتا ہے۔ تو پھر تمدن و اخلاق کے قوانین کے لئے بھی اس کی ان قوتوں کے بجائے وحی کا انتخاب کیوں کیا گیا۔ سعید حلیم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ طبیعی قوانین کی نوعیت خارجی ہے اور وہ انسان کے لئے قابل مطالعہ ہیں۔ لیکن تمدنی قوانین موضوعی یا جذباتی ہیں اور انہیں خود انسان معین نہیں کر سکتا۔ انسان عقلی اور صاحب ارادہ ہستی ہے۔ اور جب وہ خود اپنے افعال کی اچھائی یا برائی کے قوانین مرتب کرے گا تو انتہائی احتیاط کے باوجود یہ قوانین اس کے جذبات و نفسیات سے متاثر ہوں گے۔ اور ان میں لازمی طور پر نقص پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے پروردگار عالم نے انسانی معاشرت کے ان قوانین سے جن پر انسانی فلاح و بہبود کا انحصار ہے۔ بذریعہ وحی آگاہ فرمایا۔

اس مکمل تمدنی نظام کو سعید حلیم پاشا اخلاقی، معاشرتی اور طبیعی قوانین کا خوشگوار امتزاج قرار دیتے ہیں۔ اور ان کا یہ نظریہ ہے کہ اسلامی تمدن کا مقصد یہ ہے۔ کہ انسان اخلاق و معاشرت کے فطری قوانین کے مطابق فطری نظام تمدن قائم کرے۔ اور اس تمدن کو فروغ دینے کے لئے یہ لازمی ہے۔ کہ نفوس انسانی نہ صرف معاشرتی بلکہ طبیعی قوانین کو بھی بہتر سے بہتر طور پر جاننے کی کوشش کریں۔ اسلامی معاشرہ اور تمدن کے قیام کے لئے اچھے اخلاق و اعمال اور قوانین طبیعی کا علم دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اور ان میں سے صرف ایک پر جو تمدن مبنی ہوگا وہ تمدن مکمل اور نوع انسانی کی فلاح و بہبود کا ضامن نہیں ہو سکتا۔

اسلامی نظام حکومت

معاشرتی اصلاح کے دستور العمل میں سعید حلیم پاشا حکومت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ کیونکہ حکومت ہی وہ ادارہ ہے جس پر تمدنی نظام کی پائیداری کا انحصار ہے۔ اسلامی حکومت دوسری قسموں سے اس اعتبار سے ممیز و ممتاز ہے۔ کہ اس کا سرچشمہ کلام الٰہی ہے۔ اور یہ ایسا ماخذ ہے جس سے کسی مسلمان نے کبھی انکار یا اختلاف نہیں کیا۔ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ انسان پر صرف خالق سبحانہٗ کی اطاعت فرض ہے۔ اور اس کا حکم و ارادہ قوانین فطری کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ان قوانین کی عملی شکل شریعت ربانی ہے جس نے انسان کے حقوق و فرائض کے صحیح اور منصفانہ اصول قائم کئے۔ اسلامی حکومت اسی شریعت ربانی کے مطابق قائم ہوتی ہے جس کی صداقت و فضیلت پر